اندھیروں سے اُجالے تک

غزالئ دوراں حضرت علّامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمیؒ

جماعت اہل سنت پاکستان

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر ۶

اندھیروں سے اجالے تک

غزالئ دوراں

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رح

جماعت اہلسنت کی دعوت پر محمد نواز ٹریڈرز مارکیٹ روڈ حیدرآباد والوں نے
حاجی عبدالکریم اور حاجی عبدالعزیز کے ایصال ثواب کے لئے
چھپوا کر جماعت اہلسنت کی ([illegible]) کیلئے پیش کی

جماعت اہلسنت پاکستان

مرکزی رابطہ دفتر

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سید، راولپنڈی

فون : 418764

Marfat.com

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

صدر محترم! حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام اور جملہ حاضرین کرام و برادران اہل سنت السلام علیکم رحمتہ اللہ علیہ!

اس عظیم الشان تاریخ ساز آل پاکستان سنی کانفرنس (منعقدہ 16 اکتوبر 1978ء) میں آپ کی شرکت اور تشریف آوری پر نہایت ادب و احترام کے ساتھ میں آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور کمال فرحت و مسرت کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ حضرات نے اس بے مثال سنی کانفرنس کے ساتھ جو تعاون فرمایا اور اپنی تشریف آوری سے اس کانفرنس کی رونق بڑھائی، میں اس پر آپ کا تہہ دل سے ممنون و متشکر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یہ کانفرنس اس پر آشوب دور میں اسلام کی سربلندی، مسلک اہل سنت کے تحفظ، پاکستان کے استحکام اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے سنگ میل ثابت ہو۔ آمین۔

اس نازک دور میں کمیونزم اور سوشلزم جیسے لادینی فتنوں کا سیلاب امڈتا چلا آ رہا ہے، نیز جماعت اہل سنت اور مسلک اہل سنت کے خلاف خوفناک سازشیں کی جا رہی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف بھی منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ سارے ملک کے سنی حضرات اپنے اسلاف کی سابقہ روایات کے مطابق اپنے دین و مذہب اور ملک و ملت کے تحفظ و سلامتی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کی ترویج کے لئے پوری طرح منظم اور مستحکم ہو کر ان تمام فتنوں کو ناکام بنا دیں۔

بزرگان محترم! پاکستان کے سنیوں کی یہ عظیم اور تاریخی کانفرنس صرف مذہبی بنیادوں پر منعقد ہو رہی ہے۔ سیاست سے اس کا کوئی تعلق نہیں نہ اس کی بنیاد فرقہ واریت پر ہے۔ آپ سب حضرات کسی گروہی تعصب یا سیاسی غرض کو لے کر نہیں آئے، بلکہ آپ سب حضرات محض سنی ہونے کی حیثیت سے تشریف لائے ہیں۔ جماعت اہل سنت جس کے پلیٹ فارم پر یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے خالصتاً" مذہبی جماعت ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد اور منشور کا خلاصہ صرف اسلام کی سربلندی، مسلک اہلسنّت کا تحفظ اور مذہبی بنیادوں پر سنیوں کی تنظیم و تبلیغ ہے۔

نظریہء پاکستان کی حفاظت اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی جدوجہد اور اسی

Marfat.com

بنیاد پر پاکستان کا استحکام جماعت اہل سنت کا نصب العین ہے۔ اس ضمن میں اسلام اور نظام مصطفیٰ، سنت و جماعت کا مفہوم، اہل سنت کا تشخص اور نظریہء پاکستان کے استحکام کے عنوانات پر مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔

اسلام اور نظام مصطفیٰ ﷺ

اسلام دین فطرت ہے۔ "قال اللّٰہ تعالٰی فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون"۔

"اللہ تعالیٰ کے دن کو لازم پکڑو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اس کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھود انہ او ینصرانہ او یمجسانہ" (الحدیث)

"ہر بچہ فطرت یعنی دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا لیں یا نصرانی یا مجوسی بنالیں"۔

دین فطرت ہی انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔ انسانی فطرت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلقت و جبلت کے جس بنیادی نقطے پر پیدا کیا ہے اس نقطے سے انحراف نہ پایا جائے۔ مثلاً بہیمیت یا سبعیت، (حیوانیت یا درندگی) اس پر غالب نہ ہو یعنی انسان فطرت سلیم پر قائم ہو۔ ایسی صورت میں انسان کی فطرت سلیمہ جس چیز کو پسند کرے گی یقیناً وہ وہی چیز ہو گی جو اسلام میں پسندیدہ ہے۔

بنی نوع انسان میں جتنے افراد سلیم الفطرت پیدا ہوئے بلا تخصیص سب نے اسلام کی پسندیدہ چیزوں کو پسند کیا اور جن چیزوں کو اسلام نے ناپسندیدہ قرار دیا، ان سب نے ان تمام چیزوں کو قبیح اور ناپسندیدہ مانا۔

اسلام کے پیش کردہ نظام سے اگر کسی شخص نے کسی وقت روگردانی کی خواہ وہ روگردانی کرنے والے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسلامی نظام میں کوئی خرابی تھی یا وہ قابل عمل نہ تھا، بلکہ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اسلامی نظام سے روگردانی کرنے والوں کی فطرت سلیمہ پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو چکا تھا، اس لئے وہ اس پر عمل کرنے سے منحرف اور گریزاں رہے۔

Marfat.com

ادنیٰ شعور رکھنے والا شخص بھی اتنی بات سمجھ سکتا ہے کہ اگر کسی وقت عام طور پر لوگ نیکی کرنا چھوڑ دیں اور جان بوجھ کر برائی اختیار کر لیں جیسا کہ صدیوں سے لوگ ایسا کرتے چلے آ رہے ہیں خصوصاً" موجودہ دور میں ایسا ہی ہو رہا ہے' تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نیکی قابل عمل نہیں رہی۔ لوگوں نے سچ بولنا چھوڑ دیا تو اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سچ قابل عمل نہیں رہا' بلکہ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خود لوگوں میں ایسی خرابی پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے نیکی اور سچائی کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اگر کوئی معدہ صالح غذا ہضم نہ کر سکے تو یہ غذا کی خرابی نہیں بلکہ خود معدہ کی خرابی ہے۔ نیکی اور اچھائی سے روگردانی اس امر کی دلیل نہیں کہ نیکی اور اچھائی قابل عمل نہیں رہی' بلکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ لوگ اس فطرت سلیمہ پر قائم نہیں رہے جو ان کی حقیقت کا بنیادی نقطہ تھا۔

یہاں یہ بات واضح ہے کہ فطرت کی خلاف ورزی خلق اللہ کی تبدیلی نہیں بلکہ اصل فطرت کے موجود ہوتے ہوئے اس فطرت سے انحراف اور کج روی ہے۔

دین اسلام کا اصل مفاد ہی یہ ہے کہ اسے قبول کر کے انسان اپنی فطرت سلیمہ پر قائم رہے اور کسی حال میں اس سے منحرف نہ ہو۔ اگر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تنبیہہ نازل فرمائی۔

اسی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگ مسلمان ہونے کے باوجود بھی غیر اسلامی نظاموں کی طرف مائل ہیں۔ کاش وہ "دین قیم" کے معنی کو سمجھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ انسان کی فطرت سلیمہ کے تقاضوں کی تکمیل کا ضامن یہی دین اسلام ہے جسے "دین قیم" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

انسانوں کے جو افراد اللہ تعالیٰ کے نبی پر ایمان لائے اور انہوں نے دین اسلام کو قبول کیا' وہ غیر مسلم افراد انسانی سے صرف دین اسلام کی بنیاد پر ممتاز ہو گئے۔ جس طرح انسان' ناطق کی خصوصیت کی بناء پر غیر ناطق حیوان سے ممتاز ہو کر جنس حیوان کے تحت مستقل نوع کی حیثیت اختیار کر گیا بالکل اسی طرح مسلمان' خصوصیت اسلام کی وجہ سے غیر مسلم انسان سے ممتاز ہو کر گویا جنس انسان کے تحت مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایک مستقل نوع قرار پا گیا۔ یوں کہئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے انسان کو بمنزلہ جنس اور مسلمان و کافر اور منافق کو اس کے تحت تین انواع قرار دے دیا۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ ہر نوع کے اسباب بقاء اور ضروریات زندگی اس کے حسب

Marfat.com

حال ہوتے ہیں۔ مچھلیاں اور پرندے دونوں جنس حیوان کی الگ الگ نوع ہیں۔ پرندوں کا پانی میں اور مچھلیوں کا پرندوں کے آشیانوں میں ہونا ان کے حسب حال نہیں' بالکل اسی طرح مسلمانوں کا غیر اسلامی نظام کے تحت ہونا ان کے طبعی تقاضے کے خلاف ہے۔

رہا یہ شبہ کہ ایسی صورت میں غیر مسلم کا اسلامی نظام کے تحت ہونا اس کے طبعی تقاضے کے منافی قرار پائے گا تو یہ شبہ صحیح نہیں' اس لئے کہ انسان مسلم ہو یا غیر مسلم بحیثیت انسان ہونے کے اس کی فطرت سلیمہ کا تقاضا عین تقاضائے اسلام ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و نفاق کی بنیاد فطرت سلیمہ سے انحراف کے سوا کچھ نہیں اور یہ انحراف غیر طبعی ہے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلم کا اسلام کو اپنی طبیعت کے ناموافق سمجھنا فطرت سلیمہ سے انحراف کی بنا پر ہے ورنہ اس میں شک نہیں کہ یہی نظام اس کی اصل فطرت کے عین مطابق اور حسب حال ہے' بلکہ غیر مسلموں کے لئے اسلام امن و عافیت کا حقیقی ضامن ہے۔ اسلام نے عام ہندو' سکھ اور عیسائی غیر مسلم اقلیتوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی مستحکم ضمانت دی اور تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی حکومتوں کے ادوار میں غیر مسلموں کو وہ شاندار حقوق و مراعات دیئے گئے جن کی مثال کسی غیر اسلامی حکومت میں نہیں پائی جاتی' لہٰذا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اسلام ہی بنی نوع انسان کے لئے امن و عافیت اور رحمت و رافت کا گہوارہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن و کافر کے اسی نوعی اختلاف کی بناء پر دونوں کا قانون حیات مختلف ہو گیا۔ حلال و طیب چیزیں مومن کے حصے میں آئیں اور خبیث و ناپاک چیزیں کافر کے لئے رہ گئیں۔ مومن کی غذا حلال اور کافر کی غذا حرام ہے۔ مسلمان کی طبیعت کا مقتضا طیبات ہیں اور کافر کی طبیعت کا تقاضا خبیثات۔ قرآن مجید کی سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یا ایها الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم"۔

"اے ایمان والو! ہم نے جو پاک رزق تمہیں دیا اس سے کھاؤ"۔

نیز سورۂ نور میں فرمایا:

"الخبیثات للخبیثین و الخبیثون للخبیثات و الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات"۔

"خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں اور پاک چیزیں پاک لوگوں کے لئے"۔

دوسری جگہ سورۂ اعراف میں فرمایا:

Marfat.com

"و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث"۔

"اللہ تعالیٰ کے رسول ایمان والوں کے لئے پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں"۔

شراب' خنزیر' سود' رشوت اور ہر قسم کی نجس و حرام اشیاء کو غیر مسلم شوق سے استعمال کرتا ہے لیکن مسلمان ان کے قریب جانا پسند نہیں کرتا جس طرح بکری' بھیڑیئے کی غذا قبول نہیں کرتی' اسی طرح مومن' کافر کی غذا کو پسند نہیں کرتا' کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایسا ہی فرق ہے جیسا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان ہے۔ ان میں سے ہر ایک مختلف النوع ہونے کی حیثیت رکھتا ہے۔

اب یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی ہے کہ مسلمان کا حال غیر مسلم سے مختلف ہے۔ اس لئے کوئی مسلمان غیر اسلامی قانون کے تحت اسلامی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اصل فطرۃ انسانی کے تقاضوں کی تکمیل صرف اسلامی نظام کے تحت ہو سکتی ہے جس کا نام نظام مصطفیٰ ﷺ ہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کی جامعیت

واضح رہے کہ چند اعمال و عبادات ہی کا نام "نظام مصطفیٰ" نہیں بلکہ یہ ایسا جامع نظام حیات ہے جو پیدائش سے موت تک اور مہد سے لحد تک انسان کو پیش آنے والے ہر مرحلے پر حاوی ہے۔ عقائد و اعمال' عبادات و معاملات' اخلاق و آداب سب کو شامل ہے۔ معاشیات و اقتصادیات' حدود و قصاص' تعزیرات' عدل و مساوات' قوانین و احکام سب کچھ نظام مصطفیٰ ﷺ میں احسن و اکمل طریق پر موجود ہیں اور وہ ایک مکمل ضابطہء حیات ہے جس کا منبع کتاب و سنت ہے اور اس کی تفصیلات سنت خلفائے راشدین و سلف صالحین اور آئمہ مجتہدین کی فقہ و اجتہادات اور تعامل مومنین میں محفوظ ہیں۔ سورۂ نسا میں باری تعالیٰ عزاسمہ کا ارشاد ہے:

"اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم"۔

"اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو' اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اہل ایمان میں سے اولوالامر کی"۔

مسند احمد' ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں وارد ہے!

"علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین المہدین" (الحدیث)

Marfat.com

"تم اپنے اوپر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو"۔

آیتہ کریمہ میں "اولی الامر" سے مراد بھی خلفائے راشدین اور سلف صالحین آئمہ مجتہدین ہیں۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ سورۂ نساء میں فرمایا:

"و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم و ساءت مضیرا""

"جس نے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول سے اختلاف کیا اور مومنین کے علاوہ کسی دوسرے کے راستے کی اتباع کی ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا اور اسے جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ بہت بڑا ٹھکانہ ہے"۔

اس آیتہ کریمہ میں اتباع رسول کے ساتھ مومنین کی راہ پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں وارد ہے: "ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالته"۔

"بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا"۔

نیز ابن ماجہ کی حدیث میں وارد ہے: "اتبعوا السواد الاعظم"

"تم لازم پکڑو اپنے اوپر سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کو"۔

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کا اصل منبع اور اس کی تفصیلات کا سرچشمہ کتاب و سنت' خلافت راشدہ' آئمہ سلف' تعامل مومنین اور اجماع امت ہے۔ میں پورے وثوق کے ساتھ عرض کروں گا کہ اسلامی ضابطۂ حیات کا کوئی پہلو ان سے باہر نہیں۔

عدلیہ

قرآن مجید کی سورۂ مائدہ میں ہے: "اعدلوا هو اقرب للتقوی"

"تم عدل کرو' عدل تقویٰ سے بہت قریب ہے"۔

یہ آیت کریمہ عدل و انصاف کی روشن شمع ہے اور سنت و اجماع اور قیاس آئمہ مجتہدین اس کی تفصیلات سے پر ہیں۔

ظلم

عدل کے برعکس ظلم ہے' اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں فرمایا:

"لعنته اللہ علی الظالمین" "ظلم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے"۔

Marfat.com

اور حدیث شریف میں ہے: "الظلم ظلمات یوم القیامتہ متفق علیہ"۔
"قیامت کے دن ایک ظلم کے کئی ظلمات ہوں گے"۔

انتظامیہ

انتظامی امور کی نگہداشت کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا: "تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر"
"تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو"۔
صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہے: "من رءای منکم منکرا" فلیغیرہ بیدہ" (الحدیث)

"تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے' اسے چاہئے کہ اسے ہاتھ سے روکے"۔

1- **حدود:** اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی جرم پر مقرر کی ہوئی سزا کو حد کہتے ہیں۔ جیسے سورہ مائدہ میں ہے: "فاقطعوا ایدیھما" "چوری کرتے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹے جائیں"۔
اور سورۂ نور میں ہے:
"فاجلدوا کل واحد منھما مائتہ جلدۃ" "زانی اور زانیہ میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو"۔

2- **قصاص:** جان' عضو یا زخموں کے بدلے کو قصاص کہتے ہیں۔ مثلاً جان کے بدلے جان' عضو کے بدلے عضو اور زخموں کے بدلے زخم۔ قرآن کریم کی سورۂ بقرہ میں ہے:
"ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب" "تمہارے لئے قصاص میں حیات ہے اے عقل والو!"

(نوٹ) حدود و قصاص سے متعلق بے شمار احادیث وارد ہیں جو اہل علم حضرات سے مخفی نہیں۔

3- **تعزیرات:** حد سے کم درجے کی سزا کو "تعزیر" کہتے ہیں۔ ہر وہ جرم جس پر مقررہ سزا شرع میں وارد نہیں' موجب تعزیر ہے۔ مثلاً زنا موجب للحد کے علاوہ فحش کیا۔ فحش کے ارتکاب پر جو سزا دی جائے گی وہ تعزیر ہو گی۔ علماء نے تعزیر کی دلیل میں سورۂ نسا کی اس آیت کو پیش کیا ہے:

"واللذان یاتیانھا منکم فاذوھما" "اور تم میں سے دو مرد جو (آپس میں)

Marfat.com

فحش کے مرتکب ہوں' تو انہیں تکلیف پہنچاؤ"۔ یہ تکلیف پہنچانا تعزیر ہے۔

یہ امر واضح ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حکم تعزیر کے بغیر ممکن نہیں' اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ صحیح مسلم میں ہے:

"من رء ای منکم منکرا" فلیغیره بیده" (الحدیث) "تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اسے چاہئے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے روکے"۔

اس حدیث سے بھی حکم تعزیر پر روشنی پڑتی ہے۔ بعض علماء نے اجماع کو دلیل تعزیر قرار دیا۔

اسلامی حدود اور تعزیرات کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس مہذب دور میں رجم اور کوڑوں جیسی شدید سزائیں نہایت غیر مناسب بلکہ ناقابل عمل ہیں۔ نیز یہ کہ اس دور میں جرائم کی اتنی کثرت ہے کہ اقامت حدود ممکن نہیں۔ لاکھوں انسانوں کے ہاتھ کاٹنے پڑیں گے اور لاکھوں افراد کو رجم کرنا پڑے گا جو ناقابل عمل ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس دور میں جرائم کی اس قدر کثرت ہو' اسے مہذب کہنا کہاں کی تہذیب ہے؟ پھر یہ کہ سزا ہمیشہ جرم کے مطابق ہوتی ہے۔ جن جرائم پر اسلام نے شدید سزاؤں کا حکم دیا تھا' آپ یہ دیکھیں کہ وہ جرائم کتنے شدید ہیں۔ علاوہ ازیں ایسے شدید جرائم کے ثبوت کے لئے اسلام نے جو معیار شہادت رکھا ہے اور ان سزاؤں کے لئے جو کڑی شرائط مقرر فرمائی ہیں ان کے پیش نظر ان سزاؤں کے ناقابل عمل ہونے کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا۔

لوگوں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ لاکھوں کے ہاتھ کاٹنے پڑیں گے اور لاکھوں کو رجم کرنا پڑے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اگر نظام مصطفیٰ ﷺ رائج کر کے اس کے مطابق چند مجرموں کو یہ سزائیں مل جائیں تو جرائم کا انسداد ہو جائے گا' سعودی عرب میں اسلامی سزائیں نافذ ہیں وہاں کا حال سب کو معلوم ہے۔ اس قسم کے جرائم کا صدور شاذو نادر ہی ہوتا ہے۔

حقوق نسواں

جاہلیت کے دور میں عورت کی جو تذلیل کی جاتی تھی اور جس قدر مظالم کا تختۂ مشق عورتوں کو بنایا جاتا تھا اسلام نے اس تذلیل اور جملہ مظالم سے عورتوں کو نجات دلائی' ان کے حقوق مقرر فرمائے' ان پر مظالم اور زیادتیوں کو روکا اور انہیں عزت کا مقام عطا فرما کر ان کے ساتھ بہترین معاشرت اور حسن سلوک کا حکم فرمایا۔ سورۂ نسا میں فرمایا:

Marfat.com

وعاشروا ھن بالمعروف" یعنی عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اور بہترین سلوک کے ساتھ پیش آئیں۔ ماں کا ادب' بہن سے شفقت' بیوی سے حسن سلوک قرآن مجید کی تعلیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی "خیر کم خیر کم لاھله" فرما کر عورتوں کے ساتھ نیکی' بھلائی اور احسان کی تلقین فرمائی۔ یہ حدیث ترمذی' نسائی و ابن ماجہ میں ہے۔ یعنی "تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہو"۔ آج کے دور میں عام طور پر عورتوں کی جو حق تلفی ہو رہی ہے کہ انہیں میراث کے حقوق سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے اور ازدواجی زندگی میں بھی وہ ظلم و ستم کا نشانہ بنی رہتی ہیں۔ معاشرے میں انہیں عزت کا کوئی مقام نہیں دیا جاتا اور ان کی فلاح و بہبود کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کے بغیر ان کی حق رسی اور مظالم سے نجات ناممکن ہے۔

معاشیات

قرآن کریم کی اصطلاح میں "معاش" سے مراد روزگار اور اسباب زندگی ہیں۔ سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ولقد مکنا کم فی الارض و جعلنا لکم فیھا معایش قلیلا" ماتشکرون"۔

"بے شک ہم نے تمہیں زمین پر جگہ دی اور ہم نے تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے بہت ہی کم شکر کرتے ہو"۔

چونکہ معاش اور روزگار کے بہت سے شعبے ہیں اور ہر شعبے سے متعلق بکثرت احادیث وارد ہیں۔ ہر طریق معاش کے لئے کتاب و سنت و دیگر ادلہ شرعیہ میں بے شمار احکام موجود ہیں۔ مثلاً سورہ توبہ میں ہے: احل اللّٰہ البیع و حرم الربا" "اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام فرمایا" سود کی مذمت میں قرآن و حدیث کی اتنی نصوص ہیں کہ ان کی تفصیلات کو اس مختصر وقت میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ ایک بدترین قسم کی لعنت ہے اور بے شمار برائیوں کی بنیاد سودی نظام کو ختم کئے بغیر ہمارے معاشی مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

اقتصادیات

کتاب و سنت کی روشنی میں "اقتصادیات" سے ہماری مراد مالیات میں میانہ روی ہے' اگرچہ اعتدال پسندی اور میانہ روی مالیات کے علاوہ دیگر امور میں بھی مطلوب عند الشرع ہے' لیکن مالیات میں اس اعتدال اور میانہ روی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مال کو روک لینا

Marfat.com

جسے ارتکاز دولت سے تعبیر کیا جاتا ہے شرعاً" سخت مذموم ہے' اسی طرح اسے بے جا خرچ کرنا یا ناجائز طریقہ سے حاصل کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ اسی کے متعلق سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" "اور تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ" اور میانہ روی کے متعلق تعلیم دیتے ہوئے سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ولاتجعل یدک مغلولتہ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما" محسورا" "اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے' ملامت کیا ہوا تھکا ہوا" یعنی مال کا روکنا اور اسے بلا امتیاز جا بے جا صرف کرنا دونوں ممنوع ہیں۔

جس مال سے زکوٰۃ اور متعلقہ حقوق ادا نہ کئے اصطلاح شرح میں وہ کنز ہے۔ دیکھئے مجمع بحار الانوار جلد 3' ص 230_ اسی کنز کو آج کل معاشی اصطلاح کے طور پر لفظ "سرمایہ" سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح زکوٰۃ ادا کرنے اور متعلقہ حقوق کی ادائیگی کے بعد وہ مال کنز نہیں رہتا' اسی طرح جس مال سے زکوٰۃ ادا کرنے اور حقوق متعلقہ ادا کر دیئے جائیں وہ "سرمایہ" کی تعریف میں نہیں آتا' بشرطیکہ اسے جائز طور پر حاصل کیا گیا ہو' ورنہ وہ مال حرام' مالک کے لئے وبال عظیم اور عذاب الیم کا موجب ہے۔

اس دور میں اکثر بڑے بڑے امیروں اور مال داروں کے اموال سے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد متعلق ہیں' اگر نظام مصطفیٰ ﷺ کے تحت ان حقوق کی ادائیگی ان اموال سے کر دی جائے تو کنز و سرمایہ کا وجود ہی ملک میں باقی نہ رہے اور اموال حرام کی کثرت کے باعث ملک میں جس قدر جرائم اور معصیت کا دور دورہ ہے' پاکستان اس سے پاک ہو جائے۔

دراصل دولت اور اسباب معیشت کا حصول اتنا مشکل نہیں جتنا کہ ان کی ہمواری اور موزونیت کا قائم رکھنا مشکل ہے۔ دولت کی ناہمواری ہمیشہ اقتصادی اور معاشی نظام کی خرابی کا موجب رہی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر میں فرمایا: "کی لایکون دولتہم بین الاغنیاء منکم" "تاکہ وہ اموال' مال داروں کے درمیان گردش نہ کرتے رہیں" اس آیت نے دولت کی ناموزوں تقسیم کو روکا ہے۔ غریب کا غریب ہونا اور امیر کا امیر تر ہونا اسی غیر مناسب تقسیم دولت کا نتیجہ ہے۔ اس کا ازالہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ امیر و غریب سب کے لئے حصول دولت کے ذرائع ہر ایک کو حسب حال مساوی طور پر مہیا کئے جائیں۔ قرآن کریم کی آیت منقولہ بالا کی روشنی میں "نظام مصطفیٰ" اقتصاد و معاش

Marfat.com

میں اسی ہمواری اور موزونیت کا داعی ہے۔

سوشلزم اور مساوات

سب جانتے ہیں کہ سوشلزم "کمیونزم" ہی کی ایک شاخ ہے جس کی بنیاد خدا کی ہستی کا انکار ہے۔ اس میں شخصی ملکیت بھی منفی ہے۔ یہ دونوں نظریئے اسلام کی نفی کرتے ہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگوں نے "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح ایجاد کرلی۔

"اسلامی سوشلزم" کی ترکیب بالکل ایسی ہے جیسے "اسلامی شراب خانہ"۔ مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے ان لوگوں کا بنیادی سہارا قرآن مجید کی ایک آیت اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہد ہے۔ آیت قرآنیہ سورۂ بقرہ میں ہے: ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو "لوگ آپ سے پوچھتے ہیں' وہ کیا خرچ کریں؟ آپ فرما دیجئے کہ "عفو"۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ عفو کے معنی ہیں' وہ چیز جو انسانی حاجت سے زیادہ ہو۔ اس بناء پر وہ آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ضرورت سے زائد انسان کے پاس جو کچھ ہو وہ سب خدا کی راہ میں خرچ کر دینا فرض ہے۔

میں عرض کروں گا کہ منکرین خدا کو راہ خدا کا نام لینا زیب نہیں دیتا' پھر یہ کہ لفظ "عفو"" "جہد" کی نقیض ہے۔ جہد کے معنی "مشقت" ہیں اسی لئے جس نرم زمین کو چلنے کے لئے تیار کیا جائے لغت میں اسے "عفو" کہتے ہیں۔ آیت کے معنی یہ ہے کہ جو کچھ خرچ کرنا تمہارے لئے سہل اور آسان ہو وہ اللہ کے لئے خرچ کرو۔

ضرورت سے زائد چیز کا خرچ کرنا چونکہ ہر شخص کے لئے آسان ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا۔ جن علماء نے "عفو" کا ترجمہ "ما فضل عن الحاجتہ" "کیا یعنی ضرورت سے زائد" ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو مال انسان کی ضرورت سے زائد ہو اس کا خرچ کرنا آسان ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ "سہولت" اور زیادت عن الحاجتہ میں کوئی فرق نہیں۔ دراصل اس آیت کریمہ کا مفاد یہ ہے کہ جس مال کے تم محتاج ہو اگر اسے خرچ کرو گے تو خود محتاج ہو کر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ گے' لہٰذا ایسا نہ کرو۔ حدیث شریف میں اسی کی تائید وارد ہے۔ بخاری شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الصدقتہ عن ظهر غنی" صدقہ ایسی چیز کا ہو جو ضرورت سے زائد ہے کیونکہ اسی میں انسان کے لئے سہولت ہے۔ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ جو کچھ بھی ضرورت سے زائد

Marfat.com

ہو' وہ سب خرچ کر دو- اسی لئے قرآن میں لفظ "عفو" ہے "کل العفو" نہیں-

ہاں غلبہ زندگی کی وجہ سے اگر کوئی زاہد مومن ضرورت سے زائد کل مال بلکہ اپنی ضرورت کو بھی پس پشت ڈال کر سارا مال راہ خدا میں قربان کر دے تو یقیناً موجب فضیلت ہے- بشرطیکہ ایسا کرنے والا خود محتاج ہونے کی وجہ سے دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے- اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر میں اہل بیت نبوت اور مہاجرین و انصار کی تعریف میں فرمایا: "ویو ء ثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصتہ" "یعنی وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں' اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو"- نیز جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں ہے- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا سارا مال پیش کر دیا تھا جس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ما ابقیت لا ھلک یا ابابکر؟" "اے ابوبکر! تم نے اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟"_ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: "ابقیت لھم اللہ و رسولہ" "حضور! میں نے ان کے لئے صرف اللہ اور اس کے رسول کو باقی رکھا"- لیکن اسے فرض نہیں کہا جا سکتا- اگر یہ فرض ہوتا تو جن صحابہ نے کچھ مال پیش کیا خصوصاً" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے آدھا مال اپنے اہل و عیال کے لئے باقی رکھا وہ سب خداوندی "قل العفو" کے بموجب نافرمان اور گنہگار قرار پائیں گے-

بلکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ پر بھی حرف آئے گا کہ حضور علیہ الصلواۃ و السلام نے انہیں ہدایت نہ فرمائی- العیاذ باللہ تعالیٰ

ثابت ہوا کہ مدعیان سوشلزم کا "قل العفو" اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلبہ ء زہد سے سوشلزم کو ثابت کرنا محض دھوکہ دہی اور فریب ہے-

مساوات سے مراد یہ ہے کہ ہر مستحق آدمی کو اس کے استحقاق کے مطابق اس کا حق ادا کر دیا جائے- ایسا نہ ہو کہ ایک ہی قسم کے متعدد مستحقین کی ادائیگی حقوق مساوی طور پر نہ ہو' ان میں کمی بیشی اسلامی مساوات کے خلاف ہے- مثلاً ایک شخص کے چار لڑکے' دو لڑکیاں اور دو بیویاں ہیں- اس شخص کی میراث میں جو حصہ لڑکوں کا ہے وہ چاروں کو برابر ملے گا اور جو حصہ لڑکیوں کا ہے وہ لڑکیوں کو مساوی طور پر دیا جائے گا اور جو حصہ بیویوں کا ہے وہ دونوں بیویوں پر برابر تقسیم ہو گا لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ لڑکوں' لڑکیوں اور بیویوں میں سے ہر ایک کا حصہ برابر ہو- قرآن مجید کی واضح نصوص اس مساوات کے ثبوت میں موجود ہیں اور بے شمار احادیث اس مفہوم میں ناطق ہیں- یہ وہ مساوات ہے جو انسان کی

Marfat.com

عقل سلیم اور طبع مستقیم کا مقتضی ہے اور اسی مساوات کا داعی نظام مصطفیٰ ﷺ ہے۔

تجارت

تجارت کے معنی ہیں اصل مال میں نفع حاصل کرنے کے لئے تصرف کرنا اور بیع کے معنی قیمت والا مال دے کر قیمت لینا' قرآن مجید میں مسلمان تاجر کی شان میں سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"رجال لا تلھیم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ"

"سوداگری اور خرید و فروخت ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی"۔

یعنی وہ تجارت اور بیع و شرا میں احکام خداوندی کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں اور خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔

تجارت و بیع کی بھی کئی اقسام ہیں اور ہر قسم کے لئے قرآن کریم اور حدیث نبوی میں بے شمار احکام وارد ہیں۔ ان کی تفصیلات اس وقت بیان نہیں کی جاسکتیں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ دیانت و صداقت اسلامی تجارت کی روح رواں ہے۔ سنن ابی دارمی میں ہے : "التاجر الصدوق مع النبیین" "سچا تاجر قیامت کے دن نبیوں کے ساتھ ہو گا"۔ افسوس کہ اس دور میں تجارت بھی اکثر و بیشتر غیر اسلامی اصولوں پر ہو رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے نظام مصطفیٰ ﷺ کے تحت لایا جائے۔

زراعت

زراعت کے معنی ہیں کھیتی باڑی کرنا اور مختلف اجناس کا غلہ اگانا۔ سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کلوا من ثمرہ اذا اثمر و اتوا حقہ یوم حصادہ"۔

"کھاؤ اس کے پھل سے جب وہ پھل دار ہو اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پھلوں اور کھیتی کے نعمت ہونے کا اظہار فرمایا اور شکر نعمت کے طور پر اس کی پیداوار سے عشر ادا کرنے کا حکم دیا۔

زراعت کو ملکی معیشت میں جو مقام حاصل ہے' تشریح بیان نہیں۔ انسانی زندگی کسان کی کارکردگی کی رہین منت ہے۔ کسان کی حوصلہ افزائی زرعی پیداوار کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

زراعت کا شعبہ بھی بڑا وسیع ہے۔ بے شمار احکام اس کے متعلق ہیں جو کتاب و سنت اجماع امت اور قیاس و تعامل سے ماخوذ ہیں اور نظام مصطفیٰ ﷺ میں وہ بڑی اہمیت

Marfat.com

رکھتے ہیں۔

مزدوری

بدلے پر کام کرنا مزدوری ہے۔ قرآن پاک کی سورۂ قصص میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا مقولہ مذکور ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ان ابی یدعوک لیجزیک اجرما سقیت لنا" "میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں ہمارے جانوروں کو پانی پلانے کی مزدوری دے"۔ اس آیت سے واضح ہوا کہ مزدور کے طلب کرنے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دی جائے۔ مزدوری کا پیشہ نہایت معزز پیشہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کو آٹھ سال مزدوری پر بکریاں چرانے کی پیشکش کی۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کسب سے اور محنت کرکے بسر اوقات فرماتے تھے۔

قرآن مجید کی روشنی میں مزدور کو قوت محنت اور امانت داری کے ساتھ کام کرنے کی ہدایت کی گئی ہے جیسا کہ سورۂ قصص میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا مقولہ اپنے والد ماجد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں مذکور ہے: "ان خیر من استا جرت القوی الامین" "بے شک بہترین مزدوری کرنے والا وہ ہے جو طاقتور (محنت کش) اور امانت دار ہو"۔

آجر کو بھی مزدور کے ساتھ شفقت اور اس کی محنت کی قدردانی کا حکم دیا گیا ہے۔ ابن ماجہ میں حدیث ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کر دو"۔

آج دنیا میں ہر طبقے سے زیادہ مزدور کی تعداد پائی جاتی ہے۔ اگر مزدور محنت و قوت اور امانت داری کے ساتھ کام نہ کریں نیز آجر کی طرف سے مزدور کے حقوق کا تحفظ نہ ہو اور اس کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے تو ملک کا تمام کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جائے۔ لہٰذا آجر اور اجیر دونوں کا فرض ہے کہ وہ ہدایات ربانی پر عمل کریں۔

مزدوری اور اجرت کا باب بھی بڑا وسیع ہے اور "نظام مصطفیٰ ﷺ" اس کے بھی ہر پہلو کو حاوی ہے۔

تعلیم

اسلام نے علم کو سب سے اعلیٰ مقام دیا ہے۔ علم ہی ایمان و عمل کی بنیاد اور فضیلت

Marfat.com

کا معیار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا:

"وعلم ادم الاسمھا کلھا" "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کل اسماء کا علم دیا"۔

نیز سورۂ زمر میں ارشاد فرمایا:

"قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لایعلمون"۔ "کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے"۔

ایک اور جگہ سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: "قل ربی زدنی علما"۔ "آپ کہئے اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا"۔ بے شمار احادیث بھی علم کی فضیلت میں وارد ہوئیں۔ تعلیم سے مراد انسان کو زیور علم سے آراستہ کرنا ہے۔ علم اگرچہ فی نفسہ محمود ہے، مذموم نہیں، لیکن اپنے متعلق کے اعتبار سے اس میں برائی کا پہلو بھی نکل آتا ہے جیسے برائی کا سکھانا برا ہے اور اچھائی کا سکھانا اچھا۔

اسلام خدا کی معرفت و محبت، تقویٰ و طہارت اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اولین و آخرین اور جملہ حقائق کائنات کے علوم موجود ہیں۔ آج تک جس قدر علوم مروج ہیں سب کا منبع قرآن کریم ہے۔ لیکن علوم قرآن کا انداز یہ ہے کہ ہر علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کا وسیلہ بنایا ہے اس لئے معرفت خداوندی کے مقصد کو باقی رکھتے ہوئے ہر علم کا حصول قرآنی مقاصد کے عین مطابق ہے۔ اسلامی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے لیکن انگریز نے اپنے دور حکومت میں اس مقصد کو ختم کرنے کی کوشش کی اور ایسا نصاب تعلیم رائج کیا جس کے ذریعے خدا پرستی کی جگہ خالص مادہ پرستی کا رجحان پیدا ہوا۔ اسلامی اخلاق و اقدار پامال ہونے لگے اور اس تعلیم کو اپنا کر مسلمان اسلام سے دور ہونے لگے۔ چنانچہ آج تک ہمارے تعلیمی اداروں میں وہی نصاب تعلیم رائج ہے۔ اگر کسی وقت کچھ تبدیلی ہوئی بھی تو برائے نام۔ وہی لادینی نظریات اور ملحدانہ رجحانات پھیلتے جا رہے ہیں۔ پھر ایک المیہ یہ ہے کہ برائے نام تبدیلی کرنے والوں نے "سواد اعظم" کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا۔ ان کے اسلاف کرام کے زریں علمی و عملی مجاہدانہ کارناموں کا تو ذکر ہی کیا۔ ان کے نام تک کو صفحۂ قرطاس پر لانا گوارا نہ کیا، بلکہ تاریخی حقائق کو بے دردی سے مسخ کر کے جن لوگوں نے انگریزوں سے جہاد کے ناجائز ہونے کے فتوے دیئے تھے انہیں مجاہد بنا کر دکھایا گیا اور اصل مجاہدین کا ذکر تک نہ کیا گیا۔

"نظام مصطفیٰ" اس تعلیم میں بنیادی تبدیلی کا داعی ہے۔ وہ ایسی تعلیم کا علمبردار ہے

Marfat.com

جس کے ذریعے ہماری نسل اسلامی روح سے آشنا ہو' اس کے اخلاق و اعمال اسلامی سانچے میں ڈھل جائیں۔ خدا کی ہستی پر کامل ایمان کے ساتھ تمام اسلامی عقائد و اعمال کا انہیں صحیح علم حاصل ہو۔ تاریخی حقائق اور اپنے اسلاف کرام کے مجاہدانہ اور علمی و عملی کارناموں سے واقف ہوں اور ان کے نقش قدم پر چل کر پاکستان اور ملت اسلامی کی صحیح خدمت انجام دے سکیں۔

علماء سوء

حدیث شریف میں علماء سوء یعنی بدترین عالموں کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ امام بیہقی نے بروایت مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم روایت کی کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ایسا زمانہ آئے گا جس میں ایسے عالم بھی ہوں گے کہ جو آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ انہیں سے فتنہ نکلے گا اور انہیں کی طرف لوٹ جائے گا"۔

اس حدیث پاک کا مصداق وہی علماء ہیں جو سبیل مومنین اور سلف صالحین' آئمہ مجتہدین کے منہاج سے روگردانی کر کے اپنی ناقص رائے اور "نام نہاد اجتہاد" سے کام لے کر' دین میں فتنے پیدا کریں گے۔ دنیا کے بدلے دین بیچیں گے۔ ان کے ذہن میں ہر وقت اقتدار کی کنجیوں کا تصور ہو گا۔ یہی لوگ نظام مصطفیٰ ﷺ کی راہ میں سنگ گراں ہوں گے' لیکن اگر سواد اعظم منظم ہو کر مستحکم ہو جائے تو یہ بھاری پتھر ان کی طاقت کے سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے اور ان کے تمام فتنے انہی کی طرف لوٹ جائیں گے۔

پسندیدہ حاکم

نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے حاکم بھی ایسے ہونے چاہئیں جو اپنی پسندیدہ صفات کی بناء پر عوام میں مقبول اور پسندیدہ ہوں۔

ترمذی شریف میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان وارد ہے: "کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین حکام کی خبر نہ دوں؟" صحابہ کرام نے عرض کیا' کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور ہمیں خبر دے دیجئے۔ فرمایا "بہترین حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو' بدترین حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو۔ وہ تم سے بغض رکھیں' تم ان پر لعنت کرو وہ تم پر لعنت کریں"۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کے دامن میں انہی حکام کے لئے گنجائش ہے جو اس حدیث پاک کی روشنی میں بہترین ہوں' ورنہ بدترین حکام کے لئے حدیث پاک کی روشنی میں نظام

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ میں کوئی گنجائش نہیں۔

حرمت مومن

کثرت جرائم کے اس دور میں بے گناہ مسلمانوں کے قتل کی وارداتیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اسلام نے مسلمان کے خون کو بڑا محترم قرار دیا ہے۔ قرآن و حدیث میں قتل ناحق کی سخت مذمت اور اس پر وعید شدید وارد ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا "اے کعبہ! تو بڑی عزت و حرمت والا ہے"۔ "والذی نعس محمد بیدہ الحرمتہ المومن اعصم عند اللہ حرمتہ منک" قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ ء قدرت میں مجھ (محمد رسول اللہ) کی جان پاک ہے۔ یقیناً مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے کہیں زیادہ ہے۔

اسی طرح ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بھی خانہ کعبہ کو دیکھ کر یہی فرمایا کہ "اے کعبہ! بے شک اللہ کے نزدیک تیری بڑی عزت و حرمت ہے' لیکن مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے کہیں زیادہ ہے"۔

اس دور میں مسلمان کا خون جس بیدردی سے بہایا جاتا ہے بلکہ بعض اوقات اسے لالچ دے کر خودکشی پر آمادہ کیا جاتا ہے' اسلامی احکام کی روشنی میں کس قدر گناہ عظیم ہے۔ یہی حال مسلمان کے مال اور اس کی عزت و آبرو کا ہے' حجتہ الوداع کے خطبے میں رسول اللہ ﷺ نے ایک لاکھ صحابہؓ کے مجمع میں ارشاد فرمایا: "مسلمان پر مسلمان کا مال ناحق اور اس کی ہتک عزت حرام اور سخت گناہ ہے"۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کی ترویج کے بغیر مسلمان کی جان' مال' عزت و آبرو سب معرض خطر میں ہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کا فوری نفاذ

سواد اعظم اہل سنت ملک میں فوری طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ چاہتی ہے۔ کسی کا یہ کہنا کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کا فوری نفاذ ممکن نہیں قطعاً" غلط اور نظام مصطفیٰ کے خلاف نفرت پھیلانا ہے۔ اقامتہ الصلوٰۃ' ادائے زکوٰۃ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فوری نفاذ میں کوئی دشواری نہیں۔

اس مسئلہ میں یہ سمجھنا کہ مسلمان نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں لہٰذا صلوٰۃ و زکوٰۃ کا نظام نافذ ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ نفاذ کے معنی یہ نہیں کہ جس کا دل چاہے خود بخود نماز پڑھ

Marfat.com

لے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ تارک صلوٰۃ و زکوٰۃ کے لئے سزا مقرر کر دی جائے اور بلا امتیاز ہر ایک کے لئے یہ قانون نافذ ہو۔ اسی طرح حکومت کی سطح پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیکی کے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے روکنے کا محکمہ قائم کر دیا جائے اور اس کی تعمیل نہ کرنے والوں کو سزائیں دی جائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں فرمایا:

"الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلواۃ و اتوالزکوۃ و امر و بالمعروف و نھوا عن المنکر وللہ عاقبتہ الامور"۔

"وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قوت و سلطنت عطا فرمائیں تو وہ نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ہے"۔

اس حکم قرآنی میں صاحب قوۃ نافذہ کے لئے جس خوبی کے ساتھ دین برپا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ہر مسلمان کے سامنے ہے۔ جو لوگ زمام اقتدار ہاتھ میں لے کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ میں تساہل کریں گے انہیں قرآن مجید میں سورۂ مائدہ کی یہ وعیدیں سامنے رکھنی چاہئیں: "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک مم الفاسقون" جن کا اصل یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کافر ہیں' ظالم ہیں' فاسق ہیں"۔

میں سواد اعظم اہل سنت سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے میدان عمل میں آ جائیں۔

واضح رہے کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی صورت میں فقہ حنفی کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ پاکستان کے رہنے والے جمہور مسلمان حنفی المذہب ہیں۔ نیز حنفی فقہ اپنی وسعت اور جامعیت کے لحاظ سے ہر طبقے کے انسانوں کی تمام ملکی ضرورتوں کے لئے نہایت مناسب اور موزوں واقع ہوئی ہے۔ انگریزی کومت قائم ہونے بعد بھی ہندوستان میں یہی فقہ حنفی رائج رہی۔ ماضی میں بھی اسلامی سلطنتیں فقہ حنفی کی پابند رہیں۔ خاندان سلجوق' سلاطین ترکی' محمود غزنوی' نور الدین زنگی' سب فقہ حنفی اور اس کے قانون کے پابند تھے۔ خلافت عباسیہ کے مایۂ نور چشم و چراغ خلیفہ ہارون الرشید کی وسیع سلطنت بھی حنفی اصولوں پر قائم تھی۔ اس عالمگیر حدود مملکت میں فقہ حنفی کے امام ثانی امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

عدلیہ کے چیف جسٹس رہے۔

پاکستان کے ملکی قانون میں فقہ حنفی کی قید لگنے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ قرآن مجید کی غلط تشریح کرکے الحاد اور بد مذہبی کو ملکی قانون میں شامل کرنے کا راستہ ہمیشہ کے لئے مسدود ہو جائے گا۔

رہا یہ سوال کہ پاکستان میں رہنے والے غیر حنفی فرقوں کے مذہبی معاملات کیونکر طے ہوں گے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ غیر حنفی حضرات جن مسائل میں فقہ حنفی سے اختلاف رکھتے ہیں ان تمام مسائل و معاملات میں انہی کے مذہب کے قاضی مقرر کئے جا سکتے ہیں جو ان مخصوص مسائل و معاملات میں اپنی اپنی فقہ کے مطابق پیش آمدہ مقدمات کا فیصلہ کریں لیکن ملکی قانون وہی ہونا چاہئے جو ملک کے جمہور مسلمانوں اور سواد اعظم کا مسلک ہے۔

سنت کا مفہوم

لفظ "سنت" کی تشریح میں علماء و محدثین و فقہاکرام اور علماء اصولین نے جو مخصوص اصطلاحات مقرر فرمائی ہیں' اپنے اپنے مقام پر وہ سب درست ہیں "لکل ان یصطلح بما شاء" لیکن سلف صالحین نے لفظ سنت کا جو مفہوم بیان کیا ہے وہ سب کو شامل ہے۔ علامہ حافظ ابن رجب حنبلی رحمتہ اللہ علیہ "جامع العلوم و الحکم" میں فرماتے ہیں:

"سنت کے معنی ہیں الطریق المسلوک جس سے مراد وہ راستہ ہے جو دین میں چلنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو"۔

سنت بدعت کا مقابل ہے۔ جیسا کہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا "لوگوں نے کوئی بدعت پیدا نہیں کی' مگر اس کی مثل سنت اٹھا لی گئی"۔ سنت کے ساتھ بدعت کا جمع نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سنت بدعت کی ضد ہے۔ "الاشیاء تعرف با ضدا دھا" "چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں"۔ لہٰذا بدعت کی وضاحت سے سنت کے معنی اچھی طرح واضح ہو جائیں گے۔ بدعت وہ ہے جس کی اصل شریعت میں نہ ہو۔ معلوم ہوا جس چیز کی اصل شریعت میں پائی جائے وہ سنت ہے اور اس کے مفہوم میں وہ سب امور شامل ہیں جو شرع میں ثابت الاصل ہیں خواہ ان کی ہیئت کذائیہ خیر القرون میں نہ پائی جائے۔ جیسے تراویح باجماعت کا التزام' تراویح میں ختم قرآن وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی اور اپنے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت کو دین میں چلنے کا راستہ قرار دیا اور فرمایا: "علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین

Marfat.com

المهدیین" اس لئے وہ طریق مسلوک ان سب امور کو شامل ہو گا جو حضور علیہ و آلہ الصلواۃ و السلام اور آپ کے خلفاء راشدین کے اعتقادات و اعمال اور اقوال سے ثابت ہوں۔ سلف صالحین قدیم زمانے سے اسی معنی پر لفظ سنت کا اطلاق کرتے تھے۔ (ملخص از جامع العلوم و الحکم)

اس بیان سے سنت کے معنی اچھی طرح واضح ہو گئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ عنہم اجمعین کے اعتقادات اور اعمال و اقوال سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ سب سنت ہے۔

جماعت کا مفہوم

سنت کے بعد لفظ "جماعت" کا مفہوم بھی سمجھ لیجئے۔ امام کی قیادت میں منظم مسلم قوم جماعت ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے "ید اللہ علی الجماعتہ" "اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے"۔ ابوداؤد و ترمذی کی حدیث مرفوع۔ "ما انا علیہ و اصحابی" "بھی سنت و جماعت کے مفہوم کو شامل ہے"۔ لفظ "ما انا علیہ" سنت اور لفظ "و اصحابی" سے جماعت کے معنی مفہوم ہوتے ہیں اور آیت کریمہ "والذین اتبعوام باحسان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی روشنی میں تابعین بھی جماعت کے معنی میں شامل ہیں۔

اسی بناء پر علمائے امت کی اصطلاح میں گروہ صحابہ و تابعین کو "جماعت" کہتے ہیں۔ نیز اس شرح شرح العقائد وغیرہ کتب عقائد میں اس کی تصریح موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقدس دامن سے وابستہ ہو کر ان کے اعتقادات' اعمال و اقوال سے تمسک کرنے والے اور ان سے ثابت شدہ امور کو "سنت" ماننے والے مسلمان "اہلسنت و جماعت" ہیں۔ یہ مقدس گروہ عہد رسالت سے لے کر آج تک "سواد اعظم" کی حیثیت سے چلا آ رہا ہے۔ جس کے ثبوت میں بے شمار احادیث وارد ہیں : البتہ بطور امتیاز یہ لقب (اہلسنت و جماعت) حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں 300ھ سے شروع ہوا۔

تشخص اہل سنت

اس تحقیق کے بعد میں عرض کروں گا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین کے عقائد و اعمال اور اقوال کا منبع قرآن و حدیث ہے۔ توحید و رسالت اور جملہ

Marfat.com

ضروریات دین پر مشتمل عقائد سب قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ اسلامی افعال و اعمال اور اسی طرح ان مقدسین کے جملہ دینی اقوال سب قرآن و حدیث ہی سے مستنبط ہیں۔

اعمال و اقوال تو امور ظاہرہ سے ہیں لیکن عقائد باطنی امور سے تعلق رکھتے ہیں جن پر وحی الٰہی اور الہام خداوندی کے بغیر مطلع ہونا ممکن نہیں۔

منافقین کا گروہ اقوال و اعمال کے اعتبار سے مومنین کے ساتھ شامل تھا لیکن ان کے اعتقادات اور قلبی امور کا حال قرآن و حدیث کی روشنی میں سب کو معلوم ہے۔ اس لئے صرف اقوال و اعمال کو ایمان کا معیار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی حکمت کی بناء پر جس طرح اقوال و اعمال کو عقائد کی بنیاد پر قائم کیا گیا بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت اور تعظیم و توقیر کو عقائد کی بنیاد بنایا گیا۔ مومن و منافق کے درمیان یہی چیز حد فاصل اور امتیازی نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔

قرآن مجید میں کسی جگہ منافق کے لئے عشق و محبت اور تعظیم و توقیر رسالت کا ذکر نہیں آیا۔ اس کے برعکس منافق کی توہین و تنقیص رسالت اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی بجائے نفرت اور آنحضرت ﷺ سے محبت کی بجائے نفرت اور آنحضرت ﷺ سے بعد کا ذکر منافقین کے حق میں وارد ہے۔ سورۂ نساء میں ہے: "ورایت المنافقین یصدون عنک صدورا[1]" "آپ منافقین کو اس حال میں دیکھیں گے کہ وہ آپ سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں"۔ دوسری جگہ سورۂ منافقون میں منافقین کا مقولہ بیان فرمایا: "لئن رجعنا الی المدینته لیخرجن الا عزمنھا الاذل" "یعنی اگر ہم مدینہ لوٹے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے' بڑی ذلت والے کو مدینے سے نکال دے گا"۔

منافقین نے مومنین کے گروہ کو بڑی ذلت والا کہا اور گروہ مومنین میں خود رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے شامل ہیں۔ اس مقولہ میں "اعز" کے مقابل "اذل" مذکور ہے۔ منافقین نے لفظ مومنین اور لفظ رسول کی تصریح کئے بغیر سب کو لفظ "اذل" سے تعبیر کر کے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کی جیسا کہ ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو خدا کے سامنے چوڑھے چمار سے زیادہ ذلیل کہنے والے نے مومنین و رسل کرام کی تصریح نہیں کی۔ لیکن اس کے عموم میں تمام مومنین کا شامل ہونا اظہر من الشمس ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مومن کو منافق سے ممتاز کرنے والی چیز صرف عشق و محبت اور تعظیم و توقیر نبوی ہے۔

منافقین کے برخلاف مومنین کی شان یہ ہے کہ قرآن حدیث میں نہایت کثرت کے ساتھ ایمان والوں کے لئے محبت اور تعظیم و توقیر رسالت کا ذکر وارد ہے۔

Marfat.com

سورۂ توبہ میں ارشاد فرمایا: "پیارے حبیب! فرما دیجئے (ایمان والو) اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ سب چیزیں تمہیں اللہ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب لائے اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا"۔

اس آیت کریمہ میں "احب الیکم من اللّٰہ و رسولہ" کے الفاظ محبت رسول ﷺ کو عذاب الٰہی سے بچنے کا ضامن اور ایمان کی روح قرار دے رہے ہیں۔ نیز سورۂ شوریٰ میں ارشاد خداوندی وارد ہے: "قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی الایتہ" "آپ فرما دیجئے میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، (بجز محبت ذوی القربیٰ کے) آل پاک کی محبت عین محبت رسول ہے۔ جس کی طلب کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے اس محبت کی عظمت شان کا اظہار فرمایا ہے۔

سورۂ احزاب میں ازواج مطہرات کو مخاطب فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "و ان کنتن تردن اللّٰہ و رسولہ والدار الاخرۃ فان اللّٰہ اعد للمحسنت منکن اجراً عظیما"" "اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم میں نیکی کرنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کیا ہے"۔ اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی چاہت اور محبت پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا جو محبت رسول ﷺ کے لئے کمال عظمت و اہمیت کی دلیل ہے۔

اہل مدینہ اور کل انصار و مہاجرین کے لئے سورۂ توبہ میں ارشاد خداوندی نازل ہوا کہ مدینے والوں اور مہاجرین و انصار کو ہرگز لائق نہیں کہ وہ اللہ کے رسول کے پیچھے رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں، یعنی اپنی جانوں کو حضور ﷺ کی جان پاک پر فدا کر دیں۔ یہ کمال محبت رسول ﷺ ہے۔

اس آیت کریمہ کے مضمون سے متفق علیہ حدیث کے مضمون کی واضح تائید ہوتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین"۔ اور صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں "من نفسہ" کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ یعنی تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ او بیٹے اور سب لوگوں سے اور اس کی اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ و السلام سے

Marfat.com

عرض کیا کہ "حضور! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے میری جان کے"۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جب تک میں کسی کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں وہ ہرگز کامل مومن نہیں ہو سکتا"۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا "حضور! اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا' آپ میری جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں"۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہوا"۔ معلوم ہوا کہ ایمان کی بنیاد حب رسول ﷺ ہے۔ بے شمار احادیث صحیحہ سے یہ مضمون ثابت ہے' بخوف طوالت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اس کے بعد تعظیم و توقیر کی طرف آیئے۔ سورۂ فتح میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام" اس آیت کے مضمون کا تعلق بھی مومنین سے ہے' منافقین سے نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح ہوا کہ ایمان اور انفاق کے درمیان حد فاصل حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر ہے۔

رہا یہ امر کہ محبت و تعظیم کا تعلق قلب سے ہے۔ اس کا اظہار بھی قول و عمل ہی سے ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ "فاتبعونی" سے ظاہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اقوال و اعمال علامت محبت نہیں ہوتے' ورنہ منافقین بھی اہل محبت میں شامل ہو کر مومن قرار پائیں گے۔ منافقین نے ہمیشہ ایمان اور محبت کے دعوے کے ساتھ ساتھ ظاہری اقوال و اعمال پر زور دیا مگر محبت کی کوئی صحیح علامت ان میں نہیں پائی گئی۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے شفاء میں اور دیگر علمائے اعلام نے حضور ﷺ کی محبت کی علامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضورؐ کا نام پاک سنتے ہی خشوع اور خضوع کی کیفیت طاری ہو جانا' حضور علیہ الصلواۃ و السلام کے فضائل و محامد سن کر خوش ہونا اور سننے والے پر خوشی و مسرت کے آثار کا ظاہر ہونا' حضور ﷺ کے محبین اور آل و اصحاب سے محبت کرنا' حضور ﷺ کی لقاء کا مشتاق ہونا' حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے نورانی شہر' بلکہ ہر اس چیز سے جس کی نسبت ذات مقدسہ سے ہے' محبت کرنا ہر حال میں اپنے آپ کو حضور علیہ الصلواۃ و السلام کی ولایت میں جاننا' بلکہ اپنی جان کو حضور ﷺ کی ملک سمجھنا' حضور ﷺ کے ساتھ محبت کی علامات ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں آپ کی محبت کی عظیم ترین علامت یہ ہے کہ دیکھنے والے کی آنکھ حضور علیہ وآلہ الصلواۃ و السلام کی ذات مقدسہ میں کوئی عیب نہ

Marfat.com

دیکھے اور سننے والے کا کان حضور پاک ﷺ کا کوئی عیب نہ سنے۔ محبت والی آنکھ محبوب میں کوئی عیب نہیں دیکھ سکتی اور محبت والا کان محبوب کا کوئی عیب نہیں سن سکتا۔ مسند احمد' ابوداؤد اور تاریخ بخاری میں مرفوع حدیث وارد ہے۔ "حبک الشی یعمی و یصم" یعنی محبت' محبوب کا عیب دیکھنے سے آنکھ کو اندھا اور کان کو بہرا کر دیتی ہے۔

بے شک حضور ﷺ کی اطاعت اور اتباع آپ کی محبت کی قوی دلیل ہے لیکن صرف ظاہری قول و عمل اس کے لئے کافی نہیں جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ایسی صورت میں تمام منافقین حضور علیہ الصلواۃ و السلام کے مطیع اور متبع سنت قرار پائیں گے جو صراحتاً" باطل ہے۔ معلوم ہوا کہ جذبہء محبت سے سرشار ہو کر محبوب کی اداؤں کے سانچے میں ڈھل جائے اور بہ تقاضائے محبت محبوب کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے۔ محبت کے بغیر کسی کے قول و فعل کے مطابق عمل کرنا صرف نقالی ہے اتباع نہیں۔

اس تفصیل سے اہل سنت کا تشخص واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت اور تعظیم و توقیر کی بنیاد پر طریق مسلوک فی الدین پر استقامت' سنیت کا امتیازی مقام ہے۔ تمام صحابہ' تابعین' آئمہ مجتہدین' محدثین' اولیائے کرام اور علمائے اعلام و جملہ سلف صالحین سب کا یہی مسلک تھا اور اسی لئے وہ سب اہلسنت تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی راہ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین۔

نظریہء پاکستان اور اس کا استحکام

کسی پاکستانی سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ صرف اسلام ہی نظریہء پاکستان کی اساس ہے جس کا استحکام نظام مصطفیٰ ﷺ کو نافذ کئے بغیر ناممکن ہے۔

قائد اعظم اور قائد ملت نوابزادہ لیاقت علی خان کے متعلق ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ اگر ان کی زندگی وفا کرتی تو وہ ضرور نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کر دیتے۔ قائد اعظم نے بارہا اس حقیقت کا اظہار کیا کہ پاکستان کے آئین کی بنیاد صرف اسلام اور قرآن ہے۔ نوابزادہ لیاقت علی خان نے "قرارداد مقاصد" پیش کرکے زریں کارنامہ انجام دیا' وہ قرارداد مقاصد جسے پوری قوم ہدایت کا مینار سمجھتی ہے مگر افسوس کہ قائد ملت کے بعد زمام اقتدار سنبھالنے والوں میں سے آج تک کسی نے اس ہدایت کے مینار سے روشنی حاصل نہیں کی۔

علماء اہلسنت کا کردار

جب بھی قوم پر کوئی نازک وقت آیا اسلام و مسلمین کے تحفظ کی خاطر علماء و مشائخ

Marfat.com

اہل سنت نے سربکف میدان عمل میں نکل آئے۔

1857ء کی جنگ آزادی میں جن اکابر علماء و مشائخ اہل سنت نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا ان میں علامہ فضل حق خیر آبادی' مفتی عنایت احمد کاکوروی' مولانا کفایت علی کافی' مولانا احمد شاہ مدارسی اور مفتی صدر الدین آزردہ پیش پیش تھے۔ یہی وہ بزرگان دین تھے جن کی یلغار سے ایوان فرنگ میں تہلکہ مچ گیا۔ ان حضرات کا انگریز کے خلاف فتوائے جہاد صادر کرنا ہی تھا کہ انگریزوں نے انہیں سخت تکالیف پہنچانا شروع کر دیں۔ مولانا کافی مراد آبادی کو سرعام تختہ دار پر کھینچ دیا گیا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی اور مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی کو قید کرکے جزیرۂ انڈیمان (کالے پانی) بھیج دیا گیا اور ان کی حمایت کرنے والوں کو صرف اس جرم کی پاداش میں گولیوں سے بھون دیا گیا کہ انہوں نے ان پیکران حق و صداقت کا ساتھ دیا تھا۔ اگرچہ مسلمانوں کو اس تحریک آزادی میں بظاہر ناکامی ہوئی مگر آگے چل کر انہی مبارک ہستیوں کی قربانیاں قیام پاکستان کا باعث بنیں۔

فاضل بریلوی اور دو قومی نظریہ

تحریک ترک موالات کے پردے میں "ہندو مسلم بھائی بھائی" کا نعرہ لگانے والوں نے جب ہندو مسلم اتحاد اور باہمی مودت و اشتراک کا ڈھونگ رچا کر ایک قومی نظریہ کا پرچار کیا تو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے خلاف "المحجۃ المؤتمنۃ" کے عنوان سے ایک تاریخی فتویٰ جاری فرما کر اس گمراہ کن نظریئے کا رد بلیغ فرمایا۔

اعلیٰ حضرت کے طویل فتویٰ کا خلاصہ یہ ہے۔

"ہندو کی غلامی' مسلمان کے لئے انتہائی بے غیرتی ہے۔ ہندو ناپاک ہے مسلمان پاک' ان دونوں کا آپس میں اتحاد و اشتراک عمل کیونکر ہو سکتا ہے"۔

اعلیٰ حضرت نے اس فتویٰ میں نہایت حسن و خوبی اور جامعیت کے ساتھ "دو قومی نظریہ" پیش فرمایا اور اسی نظریئے کی بنیاد پر پاکستان قائم ہوا۔

بنارس سنی کانفرنس

ہندو کے ساتھ اتحاد عمل رکھنے والے "ایک قومی نظریئے" کی حمایت اور قیام پاکستان کی مخالفت میں سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ اسی بناء پر وہ "قائد اعظم" اور "مسلم لیگ" کے بھی سخت مخالف تھے۔

اس نازک مرحلے پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دیئے ہوئے "دو قومی نظریئے" کو

Marfat.com

لے کر علماء و مشائخ اہلسنت اپنے بزرگوں کی سابقہ روایات کے مطابق میدان میں نکل آئے اور قیام پاکستان کی حمایت کے لئے 1946ء میں انہوں نے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کے سرپرست امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری تھے اور محرک حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی' ناظم اعلیٰ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور اس کے روح رواں حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی و مفتیء اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی' صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی' مولانا محمد عمر نعیمی' مولانا عبدالغفور ہزاروی' علامہ سید ابوالبرکات اور مفتی ظفرعلی نعمانی تھے۔ حضرت پیر بھرچونڈی کی معیت میں فقیر بھی اس تاریخی کانفرنس میں حاضر تھا۔ اس کانفرنس میں پانچ ہزار سے زیادہ علماء و مشائخ اہلسنت نے شرکت فرما کر مطالبہء پاکستان کی زبردست حمایت کی اور برصغیرپاک و ہند کے دور دراز علاقوں کا طویل دورہ کرکے قوم میں بیداری کی لہر دوڑا دی۔ سب نے قائد اعظم کی آواز پر لبیک کہہ کر مسلم لیگ کی حمایت کے لئے شب و روز کام کیا۔ بالاخر پاکستان کی صورت میں ایک عظیم اسلامی مملکت دنیا کے نقشے پر ابھر آئی۔

تحریک ختم نبوت

تحریک ختم نبوت کا سہرا بھی اہلسنت کے سر ہے۔ آل پاکستان مجلس عمل کے صدر علامہ سید ابوالحسنات ان کے صاحبزادے مولانا امین الحسنات سید خلیل احمد' مولانا محمود احمد رضوی' مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالستار خان نیازی کا مرکزی کردار ان عاشقان بارگہ ختم نبوت کی قید و بند کی صعوبتیں' عوام اہل سنت کا سینوں پر گولیاں کھا کر شہید ہونا اور جیلوں میں جانا کسی سے مخفی نہیں۔ اس تحریک کا ایک عظیم مرکز ملتان بھی تھا جس کی مجلس عمل کی صدارت کے فرائض خود اس فقیر نے انجام دیئے۔ دیگر مکاتب فکر کے اکابر بھی اس تحریک میں شامل تھے۔ لیکن اس تحریک کی قیادت اور عوامی قوت کی سعادت سواد اعظم اہلسنت ہی کو نصیب ہوئی۔ بظاہر اس وقت کامیابی نہ ہوئی لیکن بالاخر مرزائیوں کا "غیر مسلم اقلیت" قرار پانا اسی تحریک کا نتیجہ ہے۔

ٹوبہ کانفرنس

1970ء میں ایک کمیونسٹ لیڈر نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جب نام نہاد کسان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملک میں "سرخ انقلاب" لانے اور "گھیراؤ جلاؤ" کی تحریک چلانے کی دھمکی دے کر ملکی امن و امان کو درہم برہم کرنے کی ناکام کوشش کی اور دوسری طرف مٹھی

Marfat.com

پھر لوگوں کی "اسلامی سوشلزم" کی گمراہ کن اصطلاح نے جلتی پر تیل کا کام کیا تو نتیجے میں علماء و مشائخ نے اپنے اسلاف کی روایات کے مطابق سرخ سامراج کو شکست دینے کے لئے دارالسّلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں آل پاکستان سنی کانفرنس منعقد کر کے ملت کی صحیح رہنمائی کی۔ اس تاریخی کانفرنس نے کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کا زور توڑ دیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ

قوم کو "نظام مصطفیٰ ﷺ" کا نعرہ جماعت اہل سنت نے دیا۔ یہ صحیح ہے کہ اس میں دوسری جماعتیں بھی اپنے مقاصد کو لے کر شامل ہوئیں مگر صرف اور صرف "نظام مصطفیٰ" کی بنیاد پر اس ملک گیر تحریک کو چلانا اور تائید ایزدی سے اسے کامیابی کے مرحلے پر پہنچانا سواد اعظم اہل سنت ہی کا وہ عظیم کارنامہ ہے جسے تاریخ پاکستان میں زریں حروف سے لکھا جائے گا۔

پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی سے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی' علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری' پروفیسر شاہ فرید الحق' ظہور الحسن بھوپالی اور مولانا محمد حسن حقانی کی زیر قیادت نظام مصطفیٰ ﷺ کی یہ تحریک جس زور و شور سے اٹھی اور سارے ملک میں پھیل گئی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس ہمہ گیر تحریک میں حضرت مولانا محمد قاسم مشوری' مولانا عبدالستار خان نیازی' پیر محمد کرم شاہ بھیروی' علامہ سید عبدالقادر گیلانی' ملک محمد اکبر ساقی' علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی' مفتی محمد مختار احمد گجراتی' مولانا حافظ محمد عالم' قاضی محمد فضل رسول اور صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم' حاجی لطیف احمد چشتی اور ان کے صاحبزادے امجد علی چشتی' قاری عبدالحمید' مفتی محمد حسین' مولانا سید اقبال حسین صاحبان نے مجاہدانہ شان سے مرکزی کردار ادا کیا۔

جہاں تک تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی قوت و شدت کا تعلق ہے۔ اس کے اعتبار سے ملتان کو منفرد مقام حاصل رہا جس کی قیادت حضرت پیر طریقت مولانا حامد علی خان صاحب نے فرمائی اور موصوف کی قیادت میں تمام مقامی و مہاجر اور ہر طبقہ کے اہل سنت علماء' وکلاء' طلباء' مزدور اور تاجر وغیرہ ہم سب نے نظام مصطفیٰ ﷺ کی بنیاد پر اس تحریک میں عظیم قربانیاں دیں' بہت سے لوگ شہید ہوئے اور جیلوں میں گئے۔ بالخصوص رہتک کے جانباز اور جیالے سینّوں نے بے مثال کردار ادا کیا۔ سینوں پر گولیاں کھائیں اور جیلوں کو بھر دیا۔ سواد اعظم اہل سنت کے ان تمام مجاہدین کا یہ مثالی کردار پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار

Marfat.com

رہے گا۔

اختتامیہ

آج ہمارا ملک بحران سے دوچار ہے۔ ایک طرف الحاد و لادینیت کا سیل رواں اسلامی اقدار کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہا ہے تو دوسری طرف تحریک پاکستان کے مخالفین نے اپنے سیاہ ماضی کی روایات دہرا کر ملک و ملت اور مسلک اہلسنت کو نقصان پہنچانے میں گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ ان تمام سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے "بنارس" اور "دارالسلام" ٹوبہ سنی کانفرنس کی نہج پر ملتان میں یہ "کل پاکستان سنی کانفرنس" منعقد کی گئی ہے۔

وقت کے تقاضے

ملت کی تعمیر اور قوم کی فلاح و بہبود کے ضمن میں ہماری نظر صرف ماضی تک محدود رہی۔ تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور پیش آنے والے مسائل کی طرف ہماری توجہ آج تک مبذول نہیں ہوئی۔ موجودہ دور کے تغیرات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم پوری علمی بصیرت سے حالات کا تجزیہ کریں' حال و مستقبل کے تقاضوں کو سمجھیں اور ان کو پورا کرنے کی کامیاب جدوجہد کریں۔

علماء اہل سنت کی خدمت میں مخلصانہ گذارش ہے کہ وہ علماء سلف کی سیرت کو سامنے رکھیں۔ وہ دیکھیں کہ کس طرح علماء سابقین نے دنیوی شہرت اور مال و منال کی طمع سے بالاتر ہو کر علوم دین کی خدمت انجام دی۔ کسی نے تجارت کرکے روزی کمائی' کسی نے کمبل اور پوستین بنا کر' کسی نے مٹی کے برتن تیار کرکے' کسی نے سرکہ بیچ کر اور بعض نے جوتے سی کر اپنا پیٹ پالا اور بے لوث ہو کر علم کو پھیلایا اور اس کی نشرو اشاعت کی۔ اس دور میں ان حضرات کی مثال نہیں ملتی۔ میں خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر شرمندہ ہوتا ہوں' تاہم یہ ضروری ہے کہ ہر عالم دین اپنے دل میں خوف و خشیت الیہ پیدا کرے اور ذاتی و دنیوی مفادات سے بے نیاز ہو کر تعلیم دین کے فرائض سرانجام دے۔ سورۂ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" اور صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان وارد ہے۔ "انا اعلمکم باللہ و اخشینکم منہ"۔

حسد اور باہمی منافرت علماء کے طبقے میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے' یہی افتراق امت کا سب سے بڑا سبب ہے جس کی بنیاد "انانیت" ہے۔ سنی علماء ان اولیائے کرام کے

Marfat.com

مشن کو قوم کے سامنے رکھنے کے مدعی ہیں جنہوں نے "انانیت" کو فنا کر دیا تھا۔ ایسی صورت میں انہیں لازم ہے کہ وہ اپنی "انا" کو فنا کرکے آپس میں کمال محبت و اخلاص کا جذبہ پیدا کریں۔

حضرات مشائخ کرام جن اولیائے کرام کے سجادہ نشین ہیں' ان کے فقر و زہد' علم و معرفت' تقویٰ و طہارت' عبادت و ریاضت' روحانیت اور خدمت خلق کو اپنائیں۔ اس کے بغیر اولیائے کرام کی نیابت اور ان کی سجادگی کا کوئی تصور پیدا نہیں ہو سکتا۔

سجادگان کرام' مال و دولت اور دنیوی عزت کو اپنے عظیم منصب کا بنیادی نقطہ نہ سمجھیں' اپنے اسلاف کو دیکھیں' ان کے پاس علم و معرفت اور زہد و فقر کی دولت کے سوا کیا تھا؟ تاریخ شاہد ہے کہ امراء و سلاطین زمانہ ان کی غلامی کو اپنے لئے باعث عزوشرف سمجھتے تھے۔ آپ حضرات کو بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔

قدیم و جدید ماہرین تعلیم اور دانشوران اہل سنت کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس دور میں ان کا اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ نصاب تعلیم میں اسلامی روح پیدا کریں۔ علوم جدیدہ کو اسلامی علوم قدیمہ سے ہم آہنگ کرنے کی بھرپور کوشش فرمائیں۔ اس کام میں اپنی پوری علمی بصیرت سے کام لیں۔ اس بنیاد پر قوم کے تعاون سے تصنیف و تالیف کے ادارے قائم کریں۔

اہل ثروت تاجروں' زمینداروں اور تمام مخیر اہل سنت حضرات کا فرض ہے کہ وہ تمام تعمیری کاموں میں مخلصانہ طور پر بھرپور مالی تعاون فرمائیں کیونکہ اس کے بغیر یہ کام پایہ ء تکمیل تک نہیں پہنچ سکتے۔

اسلام نے انسانی معاشرہ میں عورت کو بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ نسل انسانی کی فلاح و بہبود کی ضامن عورت ہے۔ بچے کی تعلیم و تربیت کا پہلا مرحلہ آغوش مادر ہے اس کے بعد گھریلو ماحول' ان دونوں کے بعد مکتب یا مدرسہ ہے۔

شرم و حیا' عفت و عصمت عورتوں کے بنیادی محاسن ہیں۔ ازواج مطہرات' اہل بیت اطہار اور خیر القرون میں خواتین اسلام نے پردہ میں رہ کر خدا اور اس کے رسول کی رضا کے لئے اسلام کی جو بے مثال خدمات انجام دیں تاریخ اسلام ان پر شاہد ہے۔ اس لئے خواتین اہل سنت اور بنات اسلام کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ وہ اپنی سابقہ روایات کو زندہ کریں۔

اس موقع پر میں اپنے اہل سنت کے عزیز طلباء کو نہیں بھول سکتا' میں سمجھتا ہوں کہ طلباء پوری قوم کا متاع عزیز ہیں' ان کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ وہ بے سود ہنگامہ آرائی

Marfat.com

سے بچیں۔ تعلیم کی طرف پوری طرح متوجہ ہوں' علم و عمل کے میدان میں زبان سے زیادہ قلم میں زور پیدا کریں۔ مسلک کی بنیاد پر اپنی تنظیم کا دائرہ وسیع کریں اور اسے بہت زیادہ مستحکم بنائیں۔

راہنمایان اہل سنت کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ سواد اعظم اہل سنت کا مکمل اعتماد آپ کو حاصل ہے۔ ہر سنی' ہروقت آپ کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہے۔

یہ صحیح ہے کہ آپ حضرات نے اب تک اہلسنّت کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی' لیکن اس کے باوجود نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ جو سنی صاحب فہم و فراست آپ کی رفاقت میں دیانت و اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو آپ ضرور اسے اعتماد میں لیں اور ایسے سب رفقاء کار کی عقل و خرد کی روشنی میں وقت کے تقاضوں اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات کا صحیح جائزہ لیں اور پوری قوت و ہمت و کامل بصیرت کے ساتھ اہل سنت کی راہنمائی فرمائیں۔ آپ کی معمولی سی لغزش پوری جماعت اور کل سواد اعظم کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس لئے کمال حزم و احتیاط کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں اور اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کے احساس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہوں۔

نیز یہ کہ پاکستان بنانے والے بھی آپ ہیں' اس لئے اس کی حفاظت کا احساس سب سے زیادہ آپ ہی کو ہو سکتا ہے۔ ملک کو ایسے حالات سے بچایئے جو ملکی سالمیت کے لئے مضر ہوں۔ حکومت کے اچھے کاموں کے ساتھ تعاون کیجئے اور اس کی غلط روی پر گرفت سے ہرگز دریغ نہ فرمایئے' لیکن تنقید برائے تنقید کسی حال میں مفید نہیں۔

آخر میں ارباب اختیار کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اقتدار آنے جانے والی چیز ہے' اس کے نشے میں سرشار ہو کر ملک و ملت کی اکثریت عظیمہ کو نظرانداز کر دینا قرین مصلحت ہے نہ مقتضائے انصاف۔ میں پورے وثوق کے ساتھ ارباب حکومت سے عرض کرتا ہوں کہ سواد اعظم اہل سنت پاکستانی مسلمانوں کی اسی فیصد آبادی ہے۔ اگر اس کے مذہبی حقوق کو پامال کیا گیا۔ مثلاً الصلواۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کہنے پر کسی قسم کی پابندی لگائی گئی یا خطباء و علماء اہل سنت کو ٹھیس پہنچائی گئی تو سواد اعظم اہل سنت ہرگز اس کو برداشت نہ کریں گے اور اس کے نتائج کی تمام تر ذمہ داری ارباب اقتدار پر ہو گی۔

Marfat.com

میرے محترم سنی بھائیو!

اپیل

میں آپ سب کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ ملک کے گوشے گوشے میں جماعت اہلسنّت کی تنظیموں کو مستحکم کیجئے ہر تنظیم کی مجلس شوریٰ کا کم از کم پندرہ روزہ اجلاس منعقد کرکے مرکز کو اس کی رپورٹ بھیجئے اور مرکز کی ہدایات و تجاویز کو عملی جامہ پہنائیے۔ مرکز سے آپ کا مستحکم رابطہ نہایت ضروری ہے۔

عہد واثق

آپ سب اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا نظام اپنے اوپر جاری کرنے یعنی پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے اور صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کرنے کا پکا عہد کریں اور حسن اخلاق کو اپنائیں۔ اپنے مسلک اور ملک و ملت کی فلاح کے لئے کسی قسم کی قربانی اور ایثار سے دریغ نہ کریں اور ہر ایک کو یہی پیغام نرمی اور حسن و خوبی کے ساتھ پہنچائیں۔ خود بھی برائی سے بچیں اور دوسروں کو بھی برائی سے بچائیں۔ آپ بھی نیکی کریں اور دوسروں کو بھی نیکی اور بھلائی کی ترغیب دیں۔ میں خود بھی آپ کے ساتھ اس عہد میں شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بزرگان ملت اور سنی بھائیو! اگر ہم سب نے اس عہد کو پورا کیا اور ''جماعت اہلسنّت'' کی تنظیم کو وسیع سے وسیع تر کرنے اور اس کے استحکام میں پوری طرح کامیاب ہو گئے تو یقین کیجئے کہ انشاء اللہ آپ کی یہ خالص مذہبی تنظیم لوگوں کی سیاسی تنظیموں سے بہت زیادہ ملک و ملت کے لئے مفید ثابت ہو گی اور ''اہل سنت سواد اعظم'' کی یہ خالص مذہبی جماعت پاکستان میں سب سے زیادہ عظیم طاقت بن کر ابھرے گی اور اس وقت آپ دشمنان نظریہ پاکستان کو للکار کر کہہ سکیں گے۔

بھاگ پرے ہٹ دشمن ملت پاکستان ہمارا ہے

اسلام زندہ باد — پاکستان پائندہ باد

سید احمد سعید کاظمی

(16- اکتوبر 1978ء)

Marfat.com

Marfat.com

جماعت اہلسنت نے دین مصطفی ﷺ کے فروغ اور تنظیمی و تبلیغ
سرگرمیوں کو عالمی سطح پر مربوط و منظم انداز میں
انجام دینے کے لئے ایک

سنی سیکرٹریٹ

کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔

کمپیوٹر، انٹرنیٹ، فیکس، ای میل، ٹیلی فون اور باہمی رابطہ کی دیگر جدید سہولیات سے آراستہ اہلسنت کا یہ مرکزی دفتر ہمارے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ثابت ہوگا۔
آپ سے اپیل ہے کہ سنی سیکرٹریٹ کی جلد از جلد تعمیر کے لئے اپنی قیمتی تجاویز، آراء کے ساتھ دل کھول کر عطیات دیں۔

جماعت اہلسنت: فنڈ اکاؤنٹ نمبر 3-1272 الائیڈ بنک لمیٹڈ راولپنڈی، خیابان سید، برانچ

مرکزی رابطہ دفتر: ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سید سیکٹر 3 راولپنڈی۔ فون: 418764

Marfat.com

جماعت اہلسنت نے دین مصطفیٰ ﷺ کے فروغ اور تنظیمی و تبلیغ
سرگرمیوں کو عالمی سطح پر مربوط و منظم انداز میں
انجام دینے کے لئے ایک

سنی سیکرٹریٹ

کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔

کمپیوٹر، انٹرنیٹ، فیکس، ای میل، ٹیلی فون اور باہمی رابطہ کی دیگر جدید سہولیات
سے آراستہ اہلسنت کا یہ مرکزی دفتر ہمارے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ثابت ہوگا۔
آپ سے اپیل ہے کہ سنی سیکرٹریٹ کی جلد از جلد تعمیر کے لئے اپنی قیمتی تجاویز،
آراء کے ساتھ دل کھول کر عطیات دیں۔

جماعت اہلسنت: فنڈ اکاؤنٹ نمبر 1272-3 الائیڈ بنک لمیٹڈ راولپنڈی، خیابان سید، برانچ

مرکزی رابطہ دفتر: ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سید سیکٹر 3 راولپنڈی۔ فون: 418764

Marfat.com